

"کیا میں خداوند سے محبت رکھتا ہوں یا نہیں؟"

نمبر 3524

ایک وعظ

جو بروز جمعرات، 10 اگست 1916 کو شائع ہوا

سی۔ ایچ۔ سپرجین کے ذریعے بیان کردہ

میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوننگٹن میں

"پطرس غمگین ہوا، کیونکہ اس نے تیسری بار اُس سے کہا، کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟"

یوحنا 21:17

یہ ایک نہایت اہم سوال ہے، جو شخصی جواب کا تقاضا کرتا ہے اور اس لیے لازم ہے کہ بار بار اپنی جانچ کی جائے۔ "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" یہ ایک ایسا گہرا سوال ہے جو حساس اور نازک دل شاگرد کے لیے رنج و غم کا باعث ہو سکتا ہے، جیسا کہ پطرس غمگین ہوا جب خداوند نے اس سے تیسری بار کہا، "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" تاہم، یہ ایک خوشگوار اور مفید سوال ہے، خاص کر اُن کے لیے جو سچے دل سے وہی جواب دے سکتے ہیں جو شمعون پطرس نے دیا: "اے خداوند، تُو سب کچھ جانتا ہے؛ تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔"

1

یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام شاگرد، خواہ وہ کتنے ہی برگزیدہ، باصلاحیت اور مشہور کیوں نہ ہوں، اس : سوال کو بار بار سنیں، اپنی روح میں محسوس کریں، اور اس کی سنجیدہ شدت کو جانیں

"شمعون، یوناہ کے بیٹے، کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟"

بے شک یہ ایک نہایت ہی اہم معاملہ تھا، ورنہ نجات دہندہ اسے ایک ہی ملاقات میں پطرس سے تین بار نہ دہراتا۔ وہ اپنی قیامت کے بعد صرف چالیس دن زمین پر ٹھہرا، اس لیے شاگردوں کے ساتھ گفت و شنید کے مواقع کم تھے۔ پس وہ انہیں کن باتوں کی تعلیم دیتا، سوائے ان امور کے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ وزنی اور اہم تھے؟

زمانوں اور موسموں کے بارے میں جو آئندہ وقوع پذیر ہونے تھے، اس نے کسی بھید کو ظاہر نہ کیا۔ نہ ہی اُس نے اُن قدیم پیشین گوئیوں کی تکمیل پر روشنی ڈالی جنہوں نے یہودیوں کی جستجو کو ابھارا تھا، اور نہ ہی اُن فلسفیانہ معموں کو حل کرنے میں دخل دیا جو غیر قوموں کے حکمت والوں کے اذہان کو مضطرب کرتے تھے۔ میں اسے نہ تو پوشیدہ نبوتوں کی تفسیر کرتے ہوئے پاتا ہوں اور نہ ہی کسی پراسرار عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے، بلکہ اس کے بجائے میں اسے شخصی دینداری کی تاکید کرتے ہوئے پاتا ہوں۔ اُس کا پوچھا ہوا سوال اس قدر بنیادی اور حیات بخش اہمیت کا حامل ہے کہ جب تک یہ طے نہ ہو جائے، "دیگر تمام سوالات کو ملتوی کیا جا سکتا ہے: "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟"

پس، اے محبوبو، میں نتیجہ نکالتا ہوں کہ یہ جاننا کہ میں مسیح سے محبت رکھتا ہوں، اُس چھوٹے سینگ، دس انگلیوں، یا چار عظیم حیوانات کے مفہوم کو جاننے سے بدرجہا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ تمام کلام مقدس فائدہ مند ہے، اُن کے لیے جو فضل پا کر اُس سے استفادہ کریں، مگر اگر تُو اپنی اور اپنے سننے والوں کی نجات چاہتا ہے، تو تجھے اُس کو جاننا اور اُس سے محبت رکھنی چاہیے جس کی گواہی بزرگوں، نبیوں، اور رسولوں نے دی، کہ اُس کے سوا اور کسی میں نجات نہیں، اور آسمان کے نیچے کوئی دوسرا نام نہیں دیا گیا، جس کے وسیلہ سے ہمیں نجات ملے۔

تُو منطق کی پیاس تو بڑھا سکتا ہے، مگر جب تک تُو اپنے خیالات، اپنی زبان، اور اپنے قلم کو کلونیت اور آرمینیت، سب لپسیرینزم اور سپرا لپسیرینزم یا مدارس و فرقوں کے بیہودہ مباحث میں مشغول رکھے گا، تب تک تُو اپنے دل سے راستبازی پر ایمان نہیں لا سکتا

کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" یہی اصل نکتہ ہے! کیا تُو اس کا مثبت جواب دے سکتا ہے؟ کیا تیرا ضمیر، تیری زندگی، اور تیرا خدا اس محبت کی سچائی کی گواہی دیتے ہیں؟ اگر ہاں، تو خواہ تُو الہیات کا عالم نہ ہو، خواہ تُو منظم عقائد کے نازک نکات نہ سمجھ سکتا ہو، خواہ تُو مخالف کے ہزار میں سے ایک اعتراض کا جواب دینے کی قابلیت نہ رکھتا ہو، پھر بھی تجھ پر

قدوس کی مسح ہے! تیری محبت تجھے قبولیت بخشتی ہے، تیرا ایمان تجھے بچا چکا ہے، اور وہ جس سے تیری جان محبت رکھتی ہے، وہ تجھے محفوظ رکھے گا۔ وقت اور ابدیت دونوں میں تُو مبارک ہے

میرے نزدیک، میں کہتا ہوں، اس سوال کی سنگینی اُس وقت کی اہمیت سے ظاہر ہوتی ہے جس میں یہ پوچھا گیا۔ ہمارے جی اُٹھے خداوند کے ان چند ایام میں، اگر یہ سوال پطرس کے لیے توبہ، بحالی، اور اُس کی مکمل بحالی کی علامت نہ ہوتا، تو وہ اسے یوں نمایاں نہ کرتا لیکن، اے بھائیو، کون سا سوال ہم میں سے ہر ایک کے لیے اس سے زیادہ قریب اور مؤثر ہو سکتا ہے؟ محبت مسیحی فضائل میں سے ایک نہایت ہی بنیادی فضل ہے۔ اگر ایمان روح کی آنکھ ہے، جس کے بغیر ہم اپنے خداوند کو بچانے والے طور پر دیکھ نہیں سکتے، تو محبت بلا شبہ روح کا دل ہے، اور اگر محبت موجود نہ ہو تو کوئی روحانی زندگی باقی نہیں رہتی۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ محبت پہلا فضل ہے، کیونکہ ایمان پہلے یہ دریافت کرتا ہے کہ مسیح ہم سے محبت رکھتا ہے، اور تب ہم اُس سے محبت رکھتے ہیں کیونکہ اُس نے ہم سے پہلے محبت رکھی۔ محبت ترتیب میں تو دوسری ہو سکتی ہے، لیکن اہمیت میں ہرگز دوسری نہیں۔ میں ایمان اور محبت کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ دو جڑواں ہرنوں کی مانند ہیں، بلکہ یوں کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ ایمان، اُمید اور محبت تین آسمانی بہنیں ہیں جو ایک دوسرے کو سنبھالتی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک قوی ہو، تو باقی بھی توانا ہیں، اور اگر ایک کمزور ہو، تو سب ہی کمزور ہو جاتی ہیں۔

کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" یہ سوال گویا یہ دریافت کرتا ہے کہ کیا تُو مسیحی ہے؟ کیا تُو شاگرد ہے؟ کیا تُو نجات یافتہ ہے؟ کیونکہ اگر کوئی شخص بیوی، بیٹے، یا گھر کو مسیح سے زیادہ عزیز رکھے تو وہ اُس کے لائق نہیں۔ مسیح کو اپنے ہر شاگرد سے دل کی گرم جوش محبت چاہیے، اور جہاں یہ محبت آزادی سے پیش نہیں کی جاتی، وہاں جان لے کہ نہ سچا ایمان ہے، نہ نجات، نہ ہی روحانی زندگی۔ پس تیرے حال کا انحصار اسی سوال کے جواب پر ہے۔

کیا تُو یسوع سے محبت رکھتا ہے؟ اگر تیری روح کا فیصلہ "نہیں" ہے، تو تُو ابھی تلخی کے پانی میں اور بدی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ لیکن اگر تیری روح کا سچا جواب یہی ہو، "اے خداوند، تُو سب کچھ جانتا ہے، تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں"، تو، اگرچہ تُو کمزور ہے، پھر بھی تُو نجات یافتہ ہے! اگرچہ تیرے دل میں غم اور لرزہ ہے، اگرچہ شک اور وسوسے تجھ پر طاری ہوتے ہیں، پھر بھی روح القدس تیری روح کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ تُو عالم بالا سے نیا جنم پایا ہے۔ مسیح سے تیری محبت کی سچائی کسی بھی اور چیز سے بڑھ کر تیرے اس کے ساتھ تعلق کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔

اے، اس سوال کے مطالبے پر دل کی کیسی گہری جانچ ضروری ہے! اپنے دل کو کسی جھوٹی تسلی سے دھوکہ نہ دے۔ بہت سے لوگ اس معاملے میں فریب کھا چکے ہیں۔ افسوس، وہ خود اپنی عدالت میں طرف دار منصف ہیں، ہر کمزوری کے لیے کوئی بہانہ ڈھونڈ لیتے ہیں، اور اپنی بدترین خطاؤں کے لیے عذر تلاش کرتے ہیں۔ یہ میرے لیے کوئی حیرانی کی بات نہیں، بلکہ ان پر بے حد افسوس ہے کہ وہ اپنے فریب کو خود ہی چنتے ہیں اور اپنی دھوکہ دہی کے شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کے جذبات کسی حمد کے نغمہ کی موسیقی سے یا کسی وعظ کی گرمی سے بیدار ہو جاتے ہیں، اور وہ اسے ایمان اور محبت کی الہام سمجھ بیٹھتے ہیں، مگر جب یہ جذبات ختم ہو جاتے ہیں، جیسا کہ وہ جلدی گزر جاتے ہیں، تو وہ بلند آواز میں اپنے ایمان کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ پہلے تو ان کے اپنے دل دھوکہ کھاتے ہیں، اور بعد میں وہ دوسروں کو بھی دھوکہ دینے لگتے ہیں۔

اے کلیسیا کے رکنو! میں تم سے التجا کرتا ہوں، یہ نتیجہ مت نکالو کہ محض ظاہر میں کلیسیا کے رکن ہونے سے تم حقیقت میں مسیح کی غیر مرئی کلیسیا کے رکن ہو۔ اگرچہ تمہارے نام یہاں ایمانداروں کے رجسٹر میں درج ہوں، اس بات پر بہت زیادہ یقین نہ کر لو کہ وہ برہ کی کتاب حیات میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اپنے مقام کو خدا کے حضور یقینی مت سمجھو۔ سخت جانچ پڑتال سے نہ بھاگو، جیسا کہ وہ لوگ جو کبھی اس سوال کو پوچھنے کی جرات نہیں کرتے، اور نہ ہی خود جانچنے کو کمتر جانو، جیسے وہ جو خیال کرتے ہیں کہ شیطان انہیں شریعت کی دہشتوں میں ڈالنے کے لیے ایسا کرنے پر اکساتا ہے۔ یقین جانو، شیطان تمہیں خود اعتمادی کے جال میں الجھانے کو زیادہ پسند کرتا ہے، بجائے اس کے کہ تمہیں بیدار کرے اور تمہیں تمہارے اصلی حال سے آگاہ کرے۔

ایک شدید فریب ہے جو ایمان کی مشابہت رکھتا ہے، مگر حقیقت میں وہ محض دھوکہ ہے۔ اس کے بھولے بھالے شکار جھوٹ پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے یوں چمٹے رہتے ہیں جیسے سبب چٹان سے چمٹی رہتی ہے۔ لیکن سچے ایماندار سخت جانچ سے نہیں گھبراتے، بلکہ وہ اپنے ایمان کو اور بھی زیادہ کڑے امتحان کے لیے پیش کرنے کو تیار ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں، "اے خداوند، مجھے جانچ اور مجھے آزما!" مگر وہ جو محض دکھاوے کے ایماندار ہیں، سوالات پر ناراض ہوتے اور کسی بھی شبہ کو اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں۔

جس شخص کو یقین ہو کہ اُس کے پاس خالص سونا ہے، وہ سونے کی آزمائش کے لیے ناپنے والے تیزاب سے نہیں ڈرتا، بلکہ آگ کی بھٹی میں ڈالے جانے سے بھی خوفزدہ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ جو کھوٹا مال بیچتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ لوگ صرف اُس کے دعوے پر ہی اکتفا کریں، اگرچہ اُس کا وعدہ بھی اسی کی طرح کھوٹا ہو۔ پس، اپنے آپ کو پرکھو، اپنے آپ کو جانچو کہ آیا تم "ایمان میں ہو، اپنے آپ کو آزماؤ!" کیا تم نہیں جانتے کہ یسوع مسیح تم میں ہے؟ اگر نہیں، تو تم ناقابل قبول ٹھہرو گے

اس تباہی کو دیکھو، جو غرور کی چٹانوں پر آ کر ٹوٹ گئی! اُن روحوں کی فریادوں کو سنو، جنہوں نے ایمان کے بارے میں دھوکہ کھایا اور سمجھا کہ وہ جلالی بندرگاہ کی طرف جا رہے ہیں، مگر حقیقت میں وہ برباد ہو گئے۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ ابدیت کے لیے اپنی راہ کو یقینی بناؤ اور اس سوال، "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" کا جواب سچائی اور خلوص کے ساتھ دو، تا کہ تم بھی انہی چٹانوں پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہمیشہ کے لیے ہلاک نہ ہو جاؤ

اور اے عزیزو، مجھے یقین ہے کہ جتنا زیادہ ہم اپنی جانچ کریں گے، اتنا ہی زیادہ ہم اس ضرورت کو محسوس کریں گے کہ ہمیں اپنے آپ کو پرکھنا چاہیے۔ کیا تم اپنے خیالات کے انداز اور اپنے اعمال کی روش پر غور نہیں کر سکتے، جو تمہیں اس شک میں ڈال سکتے ہیں کہ شاید تم مسیح سے محبت نہیں رکھتے؟ اگر تم سب کے ساتھ ایسا نہیں، تو میں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ ضرور ایسا ہے۔ افسوس، جب میں اپنے ماضی کی خدمت کو دیکھتا ہوں، تو کاش میں اُسے توبہ کے آنسوؤں سے مٹا سکتا! جہاں خداوند نے مجھے اپنے کام کے لیے استعمال کیا، وہاں سب جلال اُسی کو ملے، کیونکہ وہی اس کا مستحق ہے! اُس ہی کے لیے ستائش ہو! لیکن میرے لیے شرم اور ندامت باقی رہتی ہے، کیونکہ میرے دل کی سرد مہری، میرے ایمان کی کمزوری، میرے اپنی سمجھ پر بھروسا کرنے کی گستاخی، اور روح القدس کے تقاضوں کی مزاحمت میرے لیے باعثِ ندامت ہے۔

افسوس، ہماری ذہنیت کی جسمانیات پر، ہماری منصوبہ بندی کی دنیا داری پر، اور آسائش کے وقتوں میں خدا کو بھلا دینے پر! اگر ہم سب کے پاس اس بات پر ماتم کرنے کا کوئی سبب نہ ہو، تو یہ میرے لیے باعثِ تعجب ہوگا۔ اور اگر ہم میں سے وہ جو پھر بھی دل کی سچائی سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم مسیح سے محبت رکھتے ہیں، اس پر نوحہ کرنے کا جواز رکھتے ہیں، تو پھر تم میں سے بعض کے لیے کیا خطرہ ہوگا، جن کی چال، کردار، اور طرزِ زندگی اس سے کہیں زیادہ سنجیدہ سوالات کو جنم دے سکتے ہیں!

تم سمجھتے ہو کہ تم مسیح سے محبت رکھتے ہو۔ مگر کیا تم نے اُس کے بڑوں کو کھلایا؟ کیا تم نے اُس کی بھیڑوں کو چرایا؟ کیا تم نے وہ ثبوت دیا جو ہمارا نجات دہندہ تم سے بلا کسی چون و چرا کے طلب کرتا ہے؟ آج تم اُس کے لیے کیا کر رہے ہو؟ وہ محبت کیا بیج ہے جو زبانی دعووں میں صرف ہو جائے اور کبھی عملی نتیجہ پیدا نہ کرے! پس، اُو، اس سوال کو سب پر لاگو کریں

میں نے اُس کے لیے کیا کیا، جو مرا"
"تاکہ میری بیش قیمت جان کو بچائے؟"

افسوس! اگر ہم محبوبِ پرسس کی مانند خداوند میں بہت محنت کرنے کے بجائے (رومیوں 12:16)، اپنے افعال سے اُس کے نام کی بے حرمتی کے مرتکب ہوئے ہوں، تو کیا ہم میں سے بعض کو اپنے آپ پر شبہ نہ ہونا چاہیے؟ کیا تمہیں یہ دردناک احساس نہیں ہوتا کہ اکثر مسیحی لوگ اپنی نرم گفتاری اور ڈھیلے چال چلن کے سبب اُن گناہوں کی توثیق کرتے ہیں جنہیں دنیا نے جائز اور مقبول بنا لیا ہے؟

جب وہ جو اپنے آپ کو خدا کے لوگ کہتے ہیں، معاشرتی رسم و رواج کو اپنانے لگتے ہیں، اور وہ بھی ایسی معاشرت کو جو اندر سے سراسر بگڑی ہوئی ہے، تو یروشلمِ سدوم کی تسلی بخش بن جاتی ہے! وہ کہتے ہیں، "دیکھو! اس میں کوئی مضرت نہیں، کیونکہ خود مقدسین بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ وہ بھی ہماری مانند سوچتے ہیں، وہ بڑے دعوے کرتے ہیں، مگر ان کا "کوئی حاصل نہیں، کیونکہ وہ بھی ہمارے ہی طریقوں پر چلتے ہیں۔"

خدا ہمیں معاف کرے، اگر ہم نے اس طرز پر خداوند کے دشمنوں کے منہ کھولے ہیں! یقیناً، ایسی کمزوریاں اور ایسی لغزشیں ہمیں مجبور کرتی ہیں کہ ہم خود سے سوال کریں کہ آیا ہم حقیقتاً خداوند سے محبت رکھتے ہیں یا نہیں۔ اور اگرچہ ہم اس سوال کا جواب دینے میں جھجھک سکتے ہیں، پھر بھی اس سوال کو اٹھانا ضروری ہے، مبادا کہ ہم اپنی آنکھیں جسمانی امن میں بند کر کے ہلاکت کی راہ پر چل نکلیں۔

پس، آئیے، اس سوال کو بار بار اپنے سامنے رکھیں، کیونکہ یہ سوال نہ تو ہمارے ایمان کو نقصان پہنچائے گا اور نہ ہی ہمارے تسلی کو، جب تک کہ ہم پطرس کے جواب پر بھروسا کر سکتے ہیں
"اے خداوند! تُو سب کچھ جانتا ہے؛ تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں"

—اور اب، جبکہ ہم یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ یہ سوال نہایت ضروری اور برمحل ہے، پس میں عرض کرتا ہوں کہ

II

یہ ایک سوال ہے جو جب اٹھایا جائے تو اکثر رنج کا باعث بنتا ہے۔

پطرس "رنجیدہ" ہوا، لیکن خداوند یسوع مسیح نے کبھی بے وجہ اپنے شاگردوں کو رنجیدہ نہ کیا۔ یہ امر بھی اس سوال کی ضرورت پر دلالت کرتا ہے۔ وہ تو زیادہ تر تسلی دینے، خوش کرنے، اور برکت دینے کے لیے تھا۔ اُس نے کبھی بے کار دکھ نہ دیا، نہ ہی فضول پریشانی میں ڈالا۔ پھر بھی، پطرس رنجیدہ ہوا۔

اب، جب یہ سوال ہماری اخلاص پر آتا ہے تو ہم کیوں رنجیدہ ہوں؟ جان لو کہ اگر ہم خود اس بات کی جانچ نہ کریں، تو ہمارے دشمن ہمیں مشتبہ بنانے میں دیر نہ کریں گے، خصوصاً اگر ہم کسی نمایاں مقام پر ہوں۔ جتنا صاف تمہارا کردار ہوگا، اتنی ہی سخت آزمائش ہوگی۔

شیطان—جو کہ "بھائیوں کا الزام لگانے والا" ہے—نے کہا: "کیا ایوب یوں ہی خدا کی عبادت کرتا ہے؟ کیا تُو نے اُس کے گردا گرد باڑھ نہ باندھی؟" (ایوب 1:9-10)۔

یہ شیطانی طعنہ بے دینوں کے لیے مثل بن گیا ہے۔ ایک مسیحی خادم پر اس سے زیادہ بدتر کیا کہا جا سکتا ہے کہ "کیا وہ یوں ہی جوش رکھتا ہے؟ کیا اُس کا کوئی مطلب نہیں؟ کیا اُس کے پیچھے خود غرضی نہیں چھپی؟"

"جو کوئی بھی خداوند سے ڈرتا ہے، خواہ وہ تاجر ہو، لوگ کہیں گے، "بیشک، اُس کو اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ اور جو سوداگر اپنا مال مسیح کی محبت میں نچھاور کرے، اُس کے متعلق کہیں گے، "کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ شہرت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟ کیا یہ نام بنانے کا ایک سستا طریقہ نہیں؟"

یقیناً، یہ سوال ہمارے متعلق اٹھایا جائے گا، اور بسا اوقات ہمیں سخت رنجیدہ کرے گا، کیونکہ ہمارے دل میں تکبر بھی ہے۔

ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے احساسات کو اس طرح مجروح کیا جائے۔ مجھے یہ خیال آتا ہے کہ پطرس کے رنج میں کچھ نہ کچھ خطا تھی۔ وہ ایسے رنجیدہ ہوا جیسے کسی نے اس پر زیادتی کی ہو—"کیا یہ ناانصافی نہیں کہ مجھ سے تین بار یہ سوال کیا جائے؟ کیوں خداوند مجھ پر اس طرح کا بوجھ ڈال رہا ہے؟ یقیناً مبارک استاد کو مجھ پر اس قدر بھروسا رکھنا چاہیے تھا کہ وہ ایسا سوال بار بار نہ دہراتا جو کسی ملامت کی طرح چبھتا ہے۔" مگر وہ کیسا نادان تھا جو ایسا سوچا! جلد بازی میں جواب دینے سے کتنا نقصان ہوتا ہے!

جب ہمارے ایمان کا امتحان لیا جائے تو ہمیں خفا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم اپنے ہی دل کو جانتے، تو ہمیں یہ الزام بجا معلوم ہوتے جو ہم پر لگائے جا سکتے ہیں، اور ہمارے ضمیر کی مدافعت بھی نہایت کمزور معلوم ہوتی۔

جب میرے دشمن مجھ پر الزام دھرتے اور میرے نقصان کے لیے جھوٹ گھڑتے ہیں، میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگرچہ میں ان کے لگائے گئے الزامات سے بری ہوں، مگر کچھ اور خطائیں ایسی ہیں جن سے وہ بے خبر ہیں، لیکن جو مجھے خدا کے حضور جھکا دیتی ہیں۔ وہ سازشیں میرے اعترافات کے بھید تک نہیں پہنچ سکتیں، جب میں اپنے دل کے خیالات کو اس کے حضور لاتا ہوں جس کے خلاف میں نے گناہ کیا ہے۔ ہم کیسے یہ جرات کر سکتے ہیں کہ اپنے دل کی پوشیدہ خواہشات، بے مقصد خیالات، یا کسی کے خلاف رکھے ہوئے بغض کو کسی انسان کے کان میں سرگوشی کریں؟ اور وہ بھی ان کے سامنے جو! خود اپنے دلوں کے بارے میں بھی ٹھیک سے نہیں جانتے!

یقیناً، غرور کا سر جھک جاتا ہے، کیونکہ جو سب سے بُرا خیال ہمارے دشمن ہمارے متعلق رکھتے ہیں، وہ شاید ویسا ہی ہے جیسا ہم خود اپنی حالت کو جاننے کے بعد رکھ سکتے ہیں۔ دل بدی کا ایک گڑھ ہے، اور اگر ہم نے اسے ابھی تک نہیں پہچانا، تو ہمیں ابھی اسے دریافت کرنا باقی ہے۔

حزقی ایل نبی کی سنی ہوئی آواز ہم سے بھی ہمکلام ہوتی ہے: "اے ابن آدم! میں تجھے اس سے بھی بڑی مکروہ چیزیں دکھاؤں گا۔"

شاید تمہیں یہ کلام پسند نہ آئے، کیونکہ یہ تمہارے غرور کی بنیادوں کو ہلا دیتا ہے۔ مگر یہ فائدہ مند ضرور ہے۔ تمہیں نرم آواز میں سنائی دینے والا کوئی خوشخبری کا وعدہ یا کسی جلالی پیشین گوئی کی دھن زیادہ بھاتی ہے، اور پھر تم اپنے آپ کو مبارک سمجھتے ہو کہ تم نے کتنا بابرکت سبب گزارا۔

مگر میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ تمہاری جذباتی تسکین تمہارے روحانی فائدے کا حقیقی معیار ہے۔ کیا وہی کھانا جو بچوں کو سب سے زیادہ میٹھا لگے، ہمیشہ ان کے لیے سب سے زیادہ مقوی ہوتا ہے؟ کیا وہ کبھی عیش و عشرت سے بیمار نہیں ہوتے کہ انہیں دوا کی ضرورت پڑے؟ کیا ہر تسلی سب سے بڑی نعمت ہوتی ہے جس کی ہمیں خواہش کرنی چاہیے؟

افسوس! ہم اپنے حال کی اتنی اونچی قدر کرتے ہیں کہ اگر ہم سے یہ پوچھا جائے کہ "کیا تو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" تو یہ سوال ہمارے مرتبے کو گھٹاتا، ہمیں ناخوش کرتا اور شدید رنجیدہ کر دیتا ہے۔

لیکن غرور ہی واحد سبب نہیں۔ شرمندگی بھی اکثر اسی تاریک گوشے میں چھپی ہوتی ہے جہاں غرور بسیرا کرتا ہے، اور دونوں روشنی کی ایک جھلک سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ جب پطرس نے تیسری بار یہ سوال سنا "کیا تو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" تو اُسے شاید ایسا محسوس ہوا جیسے وہ پھر سے مرغ کی بانگ سن رہا ہو۔

اُسے وہ تاریک لمحہ یاد آیا جب اُس نے اپنے مالک کا انکار کیا تھا۔ "کیا خداوند کو یاد نہیں کہ میں کس قدر ڈر گیا تھا؟ میری کمزوری، وہ جھوٹ جو میں نے بولا، وہ لعنت اور قسمیں جو میں نے کھائیں، وہ معمولی سی بات جس نے مجھے گرا دیا جب "ایک کمزور لونڈی کی ملامت بھی مجھ پر گراں گزری؟"

آہ! وہ مجھے ستا رہی تھی، مجھے بے چین کر رہی تھی، اور میں مغلوب ہو گیا۔ میں غدار بنا، میں کفر بکتا رہا، اور تقریباً ایمان سے پھر گیا۔

جس تلخ روتے ہوئے اُس نے صلیب کی صبح یسوع کی نگاہوں کے سامنے آنسو بہائے تھے، وہی آنسو پھر اُس کے دل سے بہنے لگے، جب جی اٹھا خداوند اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر اُس کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہا تھا، اور اُس پر آشکار کر رہا تھا "کہ وہ کس قدر مستحق تھا کہ اس سے پوچھا جائے: "کیا تو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟"

ہاں، اور ایسی ہی تلخ یادیں ہم میں سے بعض کو بھی شرمندگی سے جھکا سکتی ہیں۔ جنہوں نے بیچھے ہٹ کر مسیح کے نام کو علانیہ رسوا کیا، ان کے لیے یہ یادیں کڑی گھونٹ کی مانند ہیں۔

میں تم سے کوئی سخت بات کہنا نہیں چاہتا، مگر بعض اوقات زخم کو کھلا رکھنا اچھا ہوتا ہے۔

بائبل میں ہمیں بعض گناہوں کا ذکر ملتا ہے جو خدا نے معاف کر دیے، مگر انہیں مکمل طور پر یاد بھی رکھا گیا۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اگر ہم خود کو معاف نہ کر پائیں، اس لیے کہ ہم نے کسی بھی طور صلیب پر چڑھے مسیح کی عزت پر حرف آنے دیا۔

یہ رنج سلامت رُوح کی نشانی ہے، اور یہی سچی توبہ کی علامت ہے۔

یہ ہمیں ہرگز پسند نہیں کہ ہمارے جذبات اس طرح مجروح کیے جائیں۔ میں روک نہیں سکتا کہ پطرس کے غم میں کچھ گناہ تھا۔ وہ اس طرح غمگین تھا جیسے کسی نے اس پر ظلم کیا ہو۔ "کیا یہ حد سے زیادہ نہیں کہ مجھ سے تین بار پوچھا جائے! کیوں خداوند مجھ کو اس طرح رنجیدہ کرے؟ یقیناً مبارک آقا کو مجھ پر اس قدر اعتماد ہونا چاہیے تھا کہ وہ ایسے سوال کو نہ دہراتا جو ملامت کی طرح جھپٹتا ہے۔" مگر کیسا نادان تھا وہ جو ایسا سوچا! عجلت میں جواب دینے سے کتنی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جب ہمارے اقرار کی جانچ ہوتی ہے تو ہمیں ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم اپنے دلوں کو پہچانتے، تو ہم شدت سے ان الزامات کو محسوس کرتے جو ہم پر روا ہوتے، اور اس کمزور دفاع کو جو ضمیر پیش کر سکتا ہے۔

جب میرے دشمن مجھ پر الزام لگاتے ہیں اور جھوٹ گھڑ کر میری بدنامی کرتے ہیں، تو میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگرچہ میں ان کے الزامات سے بری ہو سکتا ہوں، لیکن اور بھی خطائیں ہیں جن سے وہ واقف نہیں، جو مجھے خدا کے حضور خاکسار بناتی ہیں، اس سے زیادہ جتنا وہ گمان کر سکتے ہیں۔ ان کی سازشیں میرے ان اقراروں کی حقیقت کو نہیں جان سکتیں، جو میں اس کے حضور پیش کرتا ہوں جس کے خلاف میں نے اکیلا گناہ کیا ہے۔ ہم کیونکر جرأت کریں کہ اپنے ہم جنسوں کے کان میں وہ سرگوشی کریں جو دل میں چھپی خواہشات، خیالات، چاہتیں، یا نفرتیں ہیں، یا ان فضول باتوں میں سے کچھ جو تیز رواں خیالوں میں بہتی رہتی ہیں؟ وہ جو خود اپنے بارے میں درست رائے قائم نہیں کر سکتے، وہ ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے؟

یقیناً غرور کا چہرہ جھکایا جاتا ہے، کیونکہ ہمارے دشمن جو بدترین رائے ہمارے متعلق رکھ سکتے ہیں، وہ شاید ہماری اپنی رائے سے بہتر ہی ہو، اگر ہم اپنے دل کی بدی کو شمار میں لائیں۔ دل بدی کا ایک گڑھ ہے، اگر ہم نے اسے محسوس نہیں کیا، تو ابھی دریافت کرنا باقی ہے۔ وہی آواز جو حرقی ایل نے سنی، ہم سے بھی کہتی ہے، "اے ابن آدم! میں تجھے ان سے بھی بڑے گناہ دکھاؤں گا۔" تم کو ان خطبوں میں کم ہی کشش نظر آئے گی، کیونکہ ان میں تمہاری فضول خودپسندی مرجھا جاتی ہے۔ مگر یہ کم مفید نہیں ہیں۔ تم نرم اور ہلکی آواز میں کہی گئی خوشخبری یا کسی شاندار نبوت کی بلند آہنگ صدا کو زیادہ پسند کرتے ہو، اور پھر اپنے آپ کو مبارک جانتے ہو کہ تم نے خوشی سے بھرپور سبت گزارا۔

میں اس بات کا مکمل یقین نہیں رکھتا کہ تمہاری مسرتیں تمہاری حقیقی دلچسپیوں کا سب سے عمدہ معیار ہیں۔ کیا وہی خوراک ہمیشہ سب سے زیادہ فائدہ مند ہوتی ہے جو سب سے زیادہ میٹھی ہو؟ کیا بچے ہمیشہ نعمتوں کی کثرت سے سیر ہو کر دوا کے محتاج نہیں ہوتے؟ کیا آرام ہمیشہ سب سے برتر نعمت ہے جس کی تم خواہش کر سکتے ہو؟ افسوس! ہم اپنی حالت کا اتنا بلند

تخمینہ لگاتے ہیں کہ اگر ہم سے پوچھا جائے کہ آیا ہم خداوند یسوع مسیح سے محبت رکھتے ہیں یا نہیں، تو یہ سوال ہمارے وقار کو کم کر دیتا ہے، ہمیں رنجیدہ اور افسردہ کر دیتا ہے۔

نہ فقط غرور ہی وہ باعث ہے جو انسان کو اکساتا ہے، بلکہ شرمندگی بھی اکثر اُسی تاریک گوشے میں دبکی بیٹھی رہتی ہے جہاں تکبر بسیرا کرتا ہے۔ دونوں یکساں طور پر دن کی روشنی کی چمک سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ جب تیسری بار یہ سوال سننے کو ملا، "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" تو پطرس کو ضرور ایسا محسوس ہوا ہوگا جیسے وہ مرغ بانگ دینے کی آواز دوبارہ سن رہا ہو۔ اُس نے اُس اندھیرے دھوکہ دہی کے لمحے کا منظر اور حالات یاد کیے۔

کیا خداوند میرے خوف اور بزدلی کو یاد نہیں رکھتا؟ وہ جھوٹ جو میں نے بولا، وہ لعنت اور قسمیں جو میرے منہ سے نکلیں، اور وہ کمزور بہانہ جس نے مجھے گمراہی میں ڈال دیا جب ایک نادان لونڈی کی ملامت بھی ایک رسول کے لیے ناقابل برداشت ٹھہری؟ آہ! اُس نے مجھے بے حد پریشان کیا، اُس نے مجھے برانگیختہ کیا، اور میں مغلوب ہو گیا۔ میں غدار بن گیا، میں کفر بکنے والا ٹھہرا، بلکہ مرتد ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اُنسو، وہ تلخ اُنسو جو اُس نے صلیب کے دن کی صبح بہائے جب یسوع نے اُس کی طرف نگاہ کی، دوبارہ اُس کے دل سے اُمڈ آئے جب زندہ خداوند نے اُس پر نظر ڈالی اور اُسے اس امر کا شدید "احساس دلایا کہ وہ اس سوال کا مستحق ہے: "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟"

ہاں، اور یہی تلخ یادیں ہم میں سے بعض کو شرمندگی میں ڈھانپ دیتی ہیں۔ تم میں سے وہ جو اس قدر پیچھے ہٹ چکے ہو کہ تم نے علانیہ مسیح کی بے عزتی کی، اُن کے لیے یہ یادیں تلخی میں صفر کی مانند ہیں۔ میں تم سے سختی کی بات نہیں کہنا چاہتا، مگر کبھی کبھار زخم کو کھلا رکھنا اچھا ہوتا ہے۔ کتاب مقدس ہمیں اُن گناہوں کی خبر دیتی ہے جنہیں خدا نے آزادانہ معاف کر دیا، پھر بھی وہ مکمل طور پر درج ہیں۔ اگر ہم نے کسی طور صلیب مسیح پر ننگ اور ملامت لائی ہے، تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہم خود کو معاف نہ کر سکیں۔

یہ غم صحت بخش ہے۔ ہم گاتے ہیں
کیا ہی دردناک ہے وہ سوال جو دل میں جنبش لاتا ہے
"اگر تم بھی جانا چاہو؟"

مگر کیسا گہرا کرب ہے جو اُس دوسرے سوال سے پیدا ہوتا ہے، "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟" جب ہم یاد کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے خداوند کو شک کی کیسی سنگین وجہ دی ہے، تو ہمارے چہرے شرم سے سُرخ ہو جائے چاہئیں۔

نہ فقط یہ کہ مجروح غرور اور شرمندگی کا احساس ہی اُس گھڑی کے جذبات تھے، بلکہ شاید خوف بھی اُس پر غالب آیا۔ پطرس نے سوچا ہوگا، "میرا خداوند مجھ سے تین بار کیوں پوچھتا ہے؟ شاید میں دھوکے میں ہوں، اور شاید میں حقیقتاً اُس سے محبت نہیں رکھتا۔" اپنی گراوٹ سے پہلے وہ یقین کے ساتھ کہتا، "اے خداوند! تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں، تو کیسے مجھ سے یہ سوال کر سکتا ہے؟ کیا میں نے یہ ثابت نہیں کیا؟ کیا میں نے تیرے حکم پر سمندر میں قدم نہ رکھا؟ میں تیرے لیے!" آگ اور پانی میں سے گزرنے کو تیار ہوں

مگر یونہی کے بیٹے شمعون نے اب سنجیدگی اور ضبط سیکھ لیا تھا۔ وہ آزمائش میں پڑا، اُس نے اکیلے کھڑا ہونے کی کوشش کی، اور اپنی نمایاں کمزوری کو دیکھ لیا۔ اب اُس کی نگاہ مشکوک ہے، اُس کی زبان ہچکچاتی ہے، اُس کا دل تذبذب میں ہے۔ وہ جان گیا ہے کہ خداوند اُسے سے بہتر جانتا ہے جتنا وہ خود کو جانتا ہے۔ اسی لیے وہ جھجک کے ساتھ اپنے ایمان کا اعلان "کرتا ہے،" "تُو سب کچھ جانتا ہے، تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔"

جس بچے کو آگ جلا چکی ہو، وہ آگ سے ڈرتا ہے، اور جو کھولتے پانی سے جھلس چکا ہو، وہ گرم پانی سے کانپ جاتا ہے۔ اسی طرح ایک زخم خوردہ پطرس اس غلط فہمی کے خطرے کو محسوس کرتا ہے۔ اُس کی کمزوری اُسے پریشان کرتی ہے۔ وہ عزت و وقار کے ساتھ اپنی بات کہنے سے جھجکتا ہے۔ خود پر بے اعتمادی اُسے مغموم کرتی ہے۔ وہ بار بار اپنی گزشتہ گراوٹ کو یاد کرتا ہے۔ اُس کے دل کی نفاق اُس کے لیے خوفناک ہے۔ وہ کیا کہے؟ وہ الزام دہندہ کو نہیں، بلکہ اپنے خداوند کے حضور فریاد کرتا ہے، "تُو سب کچھ جانتا ہے، تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔" اُس کا ماضی کا گناہ اُس کے حال کا غم بن چکا تھا۔

اگر تم پر بھی ایسے ہی خوفناک خیالات چھا جائیں، اے دوستو، تو غمزدہ شکوک کو جگہ نہ دو۔ انہیں فروغ نہ دو۔ صلیب کی طرف دوڑو، وہ کانٹوں کا تاج دیکھو۔ اے گناہگار، جو اپنے جرم سے دبے جاتے ہو، اُس عظیم کفارے کی پناہ میں آؤ جو خداوند نے صلیب پر دیا، اور اپنے خوف کو ہمیشہ کے لیے ختم کرو۔

لیکن نہ یہ سارا غرور تھا، نہ فقط شرمندگی، نہ محض خوف—میرا خیال ہے کہ اُس میں محبت بھی تھی۔ پطرس اپنے آقا سے محبت رکھتا تھا، اسی لیے وہ برداشت نہ کر سکا کہ اُس کی سچائی پر شک کیا جائے۔ محبت ایک حساس جذبہ ہے، اور جب اُسے آزمائش میں ڈالا جائے، تو وہ شدت سے تڑپتی ہے۔ پطرس گویا کہتا ہے، "اے میرے خداوند اور مالک، میں تیرے لیے کیا کچھ نہ کر گزروں گا؟ اگرچہ میں اُس آزمائش کے وقت کتنا بے وفا اور کمزور نکلا، مگر میں جانتا ہوں کہ میرے دل کی تہ میں تجھ سے سچی محبت ہے۔ میری گراوٹ مکمل نہ تھی، نہ حتمی۔ اے میرے خداوند! میرے دل میں تیرے لیے ایک سچی، گہری، اور راست محبت ہے، میں جانتا ہوں کہ ہے۔" وہ یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ اُس کی محبت پر شبہ کیا جائے۔

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے پوچھے، "کیا تُو مجھ سے محبت رکھتی ہے؟" اور جب وہ محبت بھری یقین دہانی دے، تو وہی سوال پھر نہایت سنجیدگی، گہرے خلوص، اور تیز نگاہ کے ساتھ دہرائے، بالخصوص اگر اُس عورت نے شوہر کو بہت رنج پہنچایا ہو اور اُس کے دل میں شک ڈال دیا ہو، تو وہ کیا کہے گی؟ اہ! میں سمجھ سکتا ہوں کہ آخرکار اُس کی محبت اُس کے دل کو ایسا بوجھل کر دے گی گویا وہ پھٹنے کو ہو۔ کیسی تڑپ کے ساتھ وہ پکار اُٹھے گی، "اے میرے شوہر! اگر تُو میرے دل کو دیکھ سکتا، تو تُو اُس میں اپنا نام کندہ پاتا۔" ازدواجی رشتے میں بھی اپنی محبت پر شبہ کی پرچھائیں پڑنا سخت اذیت ناک ہے۔

محبت کی شدت کے سبب پطرس مغموم ہوا۔ اگر وہ مسیح سے ایسی شدید محبت نہ رکھتا، تو وہ اتنی شدت سے غمزدہ بھی نہ ہوتا۔ اگر وہ محض ریاکار ہوتا، تو شاید وہ غضبناک ہو جاتا، مگر وہ اس طرح رنجیدہ نہ ہوتا۔ میں اُن نوجوان عزیزوں سے کہتا ہوں جو شکوک میں پڑ کر خوف کرتے ہیں کہ شاید وہ ریاکار ہیں—میں نے آج تک کسی ریاکار کو یہ کہتے نہیں سنا کہ وہ ڈرنا ہے کہ شاید وہ ریاکار ہو۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ اُنہیں خوف ہے کہ وہ یسوع سے محبت نہیں رکھتے، جو لرزاں اور خوفزدہ ہیں—اگرچہ میں اُن کے لرزنے کی تعریف نہیں کرتا، مگر میں اُن کے بارے میں اُس سے کہیں زیادہ امید رکھتا ہوں جو پُر جوش "دعوے کرتے ہیں اور شدت سے اعلان کرتے ہیں،" اگر سب تجھے چھوڑ دیں، تو بھی میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

یہ باعث تسلی ہوتا ہے جب ہمارے نوجوان بھائی بڑی وثوق سے اپنے ایمان اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اُن کے گرم جوش کلمات ہمارے دلوں کو تازگی بخشتے ہیں۔ مگر ہم یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اُنہیں ابھی آزمایا جانا باقی ہے۔ شاید جب آزمائش اُٹے تو وہ مسیح پر اعتماد میں کمی نہ کریں، مگر ممکن ہے کہ خود پر اُن کا اعتماد کم ہو جائے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگرچہ اُن کی آواز کی شیرینی باقی رہے، مگر اُس کی گھن گرج کچھ مدہم ہو جائے۔

آزمائش اور تجربے کے برس، بالخصوص جب کوئی پیچھے ہٹنے کا کڑوا تجربہ کر لے، تو یہ ہمیں ہمارے کچھ پر نکلے ہوئے پر نوچ کر ہمیں خاکسار بنا دیتا ہے تاکہ ہم خداوند کے حضور فروتنی اختیار کریں۔

پطرس کا یہ غم! کیسا پیچیدہ جذبہ تھا

III

لیکن اگر یہ سوال سن کر ہمیں رنج پہنچا ہے، تو یہ نہایت شیریں ہوگا اگر ہم سچائی سے جواب دے سکیں، "اے خداوند! تُو سب "کچھ جانتا ہے؛ تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔"

یقیناً واعظ کو مزید کچھ کہنے کی حاجت نہیں اگر سامعین اپنے دل کی بات خود کہہ دیں۔ پس یہ سوال ہر دل تک پہنچے۔ تمہاری تمام کمزوریوں، کوتاہیوں، ٹھوکروں اور پیچھے ہٹنے کے باوجود، کیا تم اس بات کا اعلان کر سکتے ہو کہ تم خداوند سے محبت رکھتے ہو؟ کیا تم اس آیت کے ساتھ اپنی آواز ملا سکتے ہو

اے پیارے خداوند! تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں؛"
مگر اہ! میں تڑپتا ہوں کہ زمین کی خوشیوں کی حدوں سے پرے
"اڑ جاؤں، اور تجھ سے اور زیادہ محبت کرنا سیکھوں۔"

اگر تم سچے دل سے کہہ سکتے ہو کہ تم مسیح سے محبت رکھتے ہو، تو تمہیں کس قدر خوش ہونا چاہیے! تمہاری یہ محبت صرف ایک قطرہ ہے اس چشمہء ابدی محبت کا جو اُسی کی ذات میں ہے۔ یہ اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ اُس نے تم سے اُس وقت محبت رکھی تھی جب زمین کی بنیاد بھی نہیں ڈالی گئی تھی۔ یہ اُس عہد کا نشان بھی ہے کہ جب آسمان اور زمین ٹل جائیں گے، تب بھی وہ تم سے محبت رکھے گا۔

مجھے یقین ہے کہ نہ موت، نہ زندگی، نہ فرشتے، نہ حکمران، نہ قدرتیں، نہ موجودہ چیزیں، نہ آئندہ چیزیں، نہ بلندی، نہ پستی، "نہ کوئی اور مخلوق ہمیں اُس محبت سے جدا کر سکے گی جو مسیح یسوع، ہمارے خداوند میں ہے۔"

اگر یسوع کا ہاتھ تم پر نہ ہوتا، تو تمہارا دل اُس پر نہ ہوتا۔ اور وہ ہاتھ کبھی اپنی گرفت ڈھیلی نہ کرے گا، کیونکہ خود اُس نے فرمایا، ”میں اپنی بھیڑوں کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں، اور وہ کبھی ہلاک نہ ہوں گی، اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ سکے گا۔“

تفسیر بہ قلم سی۔ ایچ۔ سپرجین
یوحنا 21

آیات 1-3:

ان باتوں کے بعد یسوع نے پھر اپنے شاگردوں پر جھیل طبریاس کے کنارے ظاہر ہونے کی صورت یہ تھی۔ وہاں شمعون" پطرس، اور توما جو دیدمس کہلاتا ہے، اور ننتی ایل جو قانای گلیل کا تھا، اور زبدی کے بیٹے، اور اُس کے شاگردوں میں سے دو اور موجود تھے۔ شمعون پطرس نے اُن سے کہا، 'میں ماہی گیری کے لئے جا رہا ہوں۔' انہوں نے اُس سے کہا، 'ہم بھی تیرے ساتھ چلتے ہیں۔'

یہ اُن کے لئے بہترین کام تھا۔ بے کاری انسان کے لئے سب سے نقصان دہ حالت ہے۔ ایک مبلغ کے لئے مچھلی پکڑنا، کچھ نہ کرنے سے کہیں بہتر ہے۔

آیت 3:

"پس وہ نکلے اور فوراً کشتی میں سوار ہوئے، اور اُس رات کچھ نہ پکڑ سکے۔"

حتیٰ کہ رسول بھی مچھلی پکڑ سکتے ہیں اور کچھ نہ حاصل کر سکتے ہیں۔ پس، اے وہ لوگو جو رُوحوں کے ماہی گیر ہونے کی کوشش میں ہو، اگر تمہیں مدتوں کچھ نہ ملے تو دل شکستہ نہ ہو۔

آیت 4:

"جب صبح ہوئی تو یسوع کنارے پر کھڑا تھا، مگر شاگردوں نے نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے۔"

اب تمہارا دل پکار اٹھے، "میں کیا کروں؟ میں اُسے کیا دوں جس سے میں محبت رکھتا ہوں؟" اور نجات دہندہ تمہیں جواب دے گا، "اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو، تو میرے حکموں پر عمل کرو۔"

تم اُس کے "حکموں" کو جانتے ہو—اپنی زندگی کی پاکیزگی کے بارے میں، دُنیا کے مطابق نہ ہونے کے بارے میں، اُس کے ساتھ اپنی خلوت میں رفاقت کے بارے میں۔ تم اُس کے اُس حکم کو جانتے ہو جو ایمان کے اقرار اور بیہوشی سے متعلق ہے۔ تم اُس کے اُس حکم سے بھی واقف ہو، "یہ میرے یادگار کے لئے کیا کرو" جب تم روٹی توڑتے اور شراکت کا پیالہ لیتے ہو۔ اور "تمہیں اُس کا یہ حکم بھی یاد رکھنا چاہیے،" "میرے بڑوں کو چرا، میری بھیڑوں کو چرا۔"

"یہ یاد رکھو،" اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو، تو میرے حکموں پر عمل کرو۔

اور تم جو میرے خداوند اور مالک سے محبت نہیں رکھتے، میں تمہارے لیے کیا کروں، سوائے اِس کے کہ تمہارے لیے دعا کروں کہ اُس کی عظیم محبت تمہاری جہالت اور بے رُخی پر غالب آجائے—یہاں تک کہ جب تمہیں پہلے اُس کی محبت حاصل ہو، تو تم اُس سے محبت رکھنے لگو۔

یسوع مسیح چاہتا ہے کہ تم اُس پر بھروسا رکھو۔ ایمان ہی وہ پہلا فضل ہے جس کی تمہیں ضرورت ہے۔ آہ! اُس پر تکیہ کرو جو صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ جب تم اُس میں آرام پاتے ہو، تو تمہاری جان بچ جاتی ہے، اور جب تم بچائے جاتے ہو، تو یہ تمہاری دائمی خوشی بن جاتی ہے کہ اُس سے محبت رکھو جس نے تم سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو تمہارے لیے دے دیا۔ آمین۔

مگر وہ تو اُن کے قدیم اور مانوس دوست تھے۔

کیا یہ اُن کا بے اعتقادی تھا؟ خدا کرے کہ ایسا نہ ہو۔ یا شاید یہ کہ قیامت کے بعد اُن کے استاد میں کوئی غیر معمولی تغیر آ چکا تھا—ایسا جلال، جیسا کہ انہوں نے اُس وقت کے سوا کبھی نہ دیکھا تھا جب وہ مقدس پہاڑ پر اُس کے ساتھ تھے؟ شاید ایسا ہی تھا۔

:آیت 5

"پھر یسوع نے اُن سے کہا، اے بچو، کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟"

یہ بالکل وہی الفاظ ہیں جن کی ہم اُس سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ انہیں "بچو" کہہ کر بلائے، اور اُن کی جسمانی ضروریات کے بارے میں بھی دریافت کرے۔ ہمیشہ کے لئے خداوند کو بارہ شاگردوں کی جسمانی حالت کا اتنا ہی خیال تھا جتنا کہ اُن کی "روحانی حالت کا۔" کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟

:آیات 5-6

انہوں نے جواب دیا، نہیں۔ تب اُس نے اُن سے کہا، کشتی کے دائیں طرف جال ڈالو تو تم پاؤ گے۔ پس انہوں نے جال ڈالا، اور "اب وہ اُسے مچھلیوں کی کثرت کے سبب سے کھینچ نہ سکے۔"

مسیح جانتا ہے کہ مچھلیاں کہاں ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ اے میرے دوست، تُو کہاں ہے، خواہ تُو خود نہ جانتا ہو۔ شاید تُو اپنی ذہنی و روحانی سمت سے بھٹک چکا ہے، اور اپنی حالت کو بیان بھی نہ کر سکے، مگر مسیح ہر ندی کے چھوٹے سے چھوٹے جاندار اور ہر جھیل کی مچھلی کو جانتا ہے، اور وہ جانتا ہے کہ تُو کہاں ہے۔ مسیح جہاں چاہے مچھلیاں بُلا سکتا ہے۔ اُس نے انہیں جال میں لے آیا۔ آج کی رات وہ اپنی مرضی سے رُحوں کو اپنے جال میں لا سکتا ہے۔ اُس کے حکم سے اُن کی مرضی نرمی سے جھک جائے گی اور وہ اُس کے جال میں آ جائیں گے۔

:آیت 7

پس وہ شاگرد جسے یسوع عزیز رکھتا تھا، پطرس سے کہنے لگا، یہ تو خداوند ہے! جب شمعون پطرس نے سنا کہ یہ خداوند "ہے، تو اُس نے اپنی مچھیرے کی پوشاک باندھ لی (کیونکہ وہ ننگا تھا)۔

وہ اپنے عام لباس میں تھا۔

:آیات 7-8

اور سمندر میں کود گیا۔ اور دوسرے شاگرد چھوٹی کشتی میں آئے، کیونکہ وہ زمین سے زیادہ دور نہ تھے، بلکہ کوئی دو سو "باتھ کے فاصلے پر تھے، اور مچھلیوں کے جال کو کھینچتے آ رہے تھے۔

یہ تو شمعون پطرس کی بے قراری تھی کہ وہ جلدی میں تھا، مگر کسی کو تو جال کو بھی تھامے رکھنا تھا۔ ہمیشہ زیادہ جوشیلا شخص زیادہ کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ ہم ایسے بے خوف بھائیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، مگر ساتھ ہی ہم شکر گزار ہیں کہ باقی لوگ اتنے جذباتی نہیں اور کچھ زیادہ محتاط ہوتے ہیں۔

:آیت 9

پس جب وہ خشکی پر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کونلوں کی آگ جل رہی ہے اور اُس پر مچھلی رکھی ہے اور روٹی بھی "موجود ہے۔"

یہ سب کچھ مسیح نے خود مہیا کیا تھا۔ ہمیں ایسے مچھلی پکڑنی چاہئے گویا اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہمیں کچھ کھانے کو نہ ملے گا، اور پھر بھی ہمیں ایسا خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے جیسے ہمیں خود کچھ پکڑنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ان دونوں باتوں کا امتزاج ایک دانشمند ایماندار کو تشکیل دیتا ہے۔ "انہوں نے دیکھا کہ وہاں کونلوں کی آگ جل رہی ہے اور اُس پر مچھلی رکھی ہے اور روٹی بھی موجود ہے۔"

:آیت 10

"یسوع نے اُن سے کہا، اُن مچھلیوں میں سے کچھ لاؤ جو تم نے ابھی پکڑی ہیں۔"

مجھے تمہاری مچھلیوں کی ضرورت نہیں تاکہ میں تمہاری ضیافت کر سکوں، کیونکہ میرے پاس پہلے سے موجود ہے، تاہم، "لے آؤ۔ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے، وہ بے کار نہیں، اُسے استعمال میں لاؤ۔"

:آیات 11-12

شمعون پطرس گیا اور جال کو خشکی پر کھینچ لایا، جو بڑی بڑی مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا، اور اُن کی گنتی ایک سو تیرہ تھی، اور باوجود اس کے کہ وہ بہت تھیں، جال نہ پھٹا۔ تب یسوع نے اُن سے کہا، اُو کھانا کھاؤ۔ اور شاگردوں میں سے کسی کو "جرات نہ ہوئی کہ اُس سے پوچھے، تُو کون ہے؟ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ خداوند ہے۔"

باطنی طور پر وہ اس امر سے واقف تھے کہ یہ مسیح کا طریقہ تھا کہ وہ اسی طرح کلام فرماتا تھا۔ کوئی اور اُس کے لب و لہجے کو نہ اپنا سکتا تھا، اور پھر، کون سا خفیہ جذبہ انہیں یہ پہچان دے رہا تھا کہ یہ جلال میں ڈوبا ہوا، درحقیقت اُن کا حلیم اور فروتن خداوند ہی ہے؟

آیات 13-14:

پھر یسوع آیا اور روٹی لے کر انہیں دی، اور اسی طرح مچھلی بھی۔ یہ تیسری بار تھا کہ یسوع شاگردوں پر ظاہر ہوا جب وہ "مردوں میں سے جی اُٹھا تھا۔"

مسیح کی زیارتوں کو شمار کرو۔ "یہ تیسری بار ہے۔" ہمیں مسیح کی زیارتوں کو اتنی گہرائی اور دھیان سے یاد رکھنا چاہیے کہ "ہم گن سکیں کہ وہ کتنی مرتبہ ہمارے ساتھ رہا ہے۔" یہ تیسری بار ہے۔

آیات 15-17:

پس جب وہ کھا چکے، تو یسوع نے شمعون پطرس سے کہا، شمعون، یونس کے بیٹے، کیا تُو مجھ سے ان سب سے زیادہ محبت رکھتا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا، ہاں، اے خداوند! تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ اُس نے اُس سے کہا، میرے بڑے چرا۔ وہ پھر دوسری بار اُس سے کہتا ہے، شمعون، یونس کے بیٹے، کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا، ہاں، اے خداوند! تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ اُس نے اُس سے کہا، میری بھیڑیں چرا۔ وہ تیسری بار اُس سے کہتا ہے، شمعون، یونس کے بیٹے، کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے؟

پطرس غمگین ہوا، کیونکہ یسوع نے اُس سے تیسری بار کہا تھا

محبت رکھتا ہے تُو مجھ سے؟ اور اُس نے اُس سے کہا، اے خداوند! تُو سب کچھ جانتا ہے، تُو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ یسوع نے اُس سے کہا، میری بھیڑیں چرا۔

کوئی بھی مسیح کی بھیڑوں کی نگہبانی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اُس سے محبت نہ رکھے، اور جب ہم مسیح سے محبت رکھتے ہیں، تو اُس کا سب سے عملی اظہار یہ ہے کہ ہم اُس کے بڑوں، اُس کے چھوٹے چھوٹے پیاروں، اور اُس کے تمام لوگوں کا خیال رکھیں۔ اُس کی بھیڑوں کا۔ محبت ہمیں سکھائے گی کہ یہ کام کیسے کیا جائے، محبت ہماری ذمہ داری کی مہر ثبت کرے گی اور ہمیں اس خدمت کے لیے مقرر کرے گی۔

مالک نے آگے فرمایا:

18 - "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں، جب تُو جوان تھا، تو تُو اپنی کمر باندھتا تھا، اور جہاں چاہتا تھا، جاتا تھا، لیکن جب تُو بوڑھا ہوگا، تو تُو اپنے ہاتھ پھیلانے گا، اور دوسرا تجھے باندھ کر وہاں لے جائے گا جہاں تُو نہیں چاہے گا۔"

اے پطرس! تُو ایک لوہے کی زنجیر میں جکڑا جائے گا، قید میں ڈالا جائے گا، اور آخر کار صلیب پر جان دے گا۔

19 - "یہ اُس نے اس موت کا اشارہ دیتے ہوئے کہا جس کے ذریعہ وہ خدا کی تمجید کرے گا۔ اور جب یہ کہہ چکا، تو اُس نے "اُس سے کہا، میرے پیچھے ہو لے۔"

یہی تیرا جُملہ فرض ہے، میرے پیچھے چل۔ چاہے انجام صلیب پر ہو، پھر بھی میرے پیچھے چل۔ میں ایک چرواہا ہوں، تجھے بھی چرواہا بننا ہے، اور جیسے بھیڑیں تیرے پیچھے چلیں گی، ویسے ہی تُو میرے پیچھے چل۔

20-21 - "تب پطرس نے مڑ کر اُس شاگرد کو دیکھا جسے یسوع محبت رکھتا تھا، جو کھانے کے وقت اُس کے سینہ سے لگا ہوا تھا اور اُس نے کہا تھا، اے خداوند! وہ کون ہے جو تجھے پکڑوائے گا؟ پطرس نے اُسے دیکھ کر یسوع سے کہا، اے خداوند! اور "اس شخص کا کیا ہوگا؟"

"یہ شخص کیا کرے گا؟"

22 - "یسوع نے اُس سے کہا، "اگر میں چاہوں کہ وہ ٹھہرا رہے جب تک میں نہ اؤں، تو یہ تجھے کیا؟ تُو میرے پیچھے ہو لے۔"

ہمیں دوسروں کے مستقبل کے بارے میں تجسس نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی اُن باتوں کی کھوج کرنی چاہیے جو ظاہر نہیں کی گئیں۔ اور دیکھو، جو کچھ ہمارے نجات دہندہ نے اُس وقت فرمایا، وہ بھی غلط سمجھا گیا۔ اور اگر یسوع کے اپنے کلام کو، جب

اُس نے خود فرمایا، لوگ غلط سمجھ کر ایک جھوٹی روایت کی بنیاد بنا سکتے تھے، تو تم اندازہ کر سکتے ہو کہ کلیسیا میں روایات کی کتنی کم قدر ہونی چاہیے۔

- 23۔ پس یہ بات بھائیوں میں مشہور ہو گئی کہ وہ شاگرد نہ مرے گا، حالانکہ یسوع نے یہ نہ کہا کہ وہ نہ مرے گا، بلکہ یہ "فرمایا، "اگر میں چاہوں کہ وہ ٹھہرا رہے جب تک میں نہ آؤں، تو یہ تجھے کیا؟

خدا کے کلام پر بھروسا رکھو، نہ کہ روایات پر، کیونکہ جب کوئی پیغام زبانی ایک سے دوسرے تک پہنچایا جاتا ہے، تو وہ اکثر بدل جاتا ہے۔ کبھی وہ اپنے حقیقی مفہوم کو کھو دیتا ہے، اور کبھی وہ بالکل اُلٹ ہو جاتا ہے۔ پس، کلام پر قائم رہو اور روایات کو چھوڑ دو۔

- 24-25۔ یہی وہ شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے یہ باتیں لکھی ہیں، اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچ ہے۔ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو یسوع نے کیں، اگر وہ سب لکھی جائیں، تو میرا گمان ہے کہ دنیا خود ان کتابوں کو سمانے کے قابل نہ ہو۔ آمین۔

کتنی بھری ہوئی زندگی—کتنی بامعنی—کتنی سرگرم اور اُس کی تمام سرگرمی کتنی حقیقی اور روحانی تھی کہ مسیح کی مکمل سوانح حیات لکھنا ناممکن ہے! اور اگرچہ ہمارے زمانے میں مسیح کی بہت سی شاندار سوانح حیات لکھی گئی ہیں، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ سب سے بہترین ایک ہی کو تھامے رکھو، اور وہ چار نے لکھی ہے۔ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کے مطابق انجیل ہی سب سے کامل اور برتر "مسیح کی زندگی" ہے، اور تمام دیگر تحریریں محض اسے سمجھنے میں مددگار ہیں۔
